بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اشارات

دنیائے اسلام کی نہایت معروف دینی جماعت "الاخوان المسلمون"، کو مصر کے فرمانروا صدر ناصر جس بیدردی کے ساتھ نیست و نابود کرنے کے درپے ہیں وہ کوئی ایسی ڈھکی چھپی داستان نہیں جس سے دنیا ناواقف ہو۔ سابق شاہ فاروق نے سب سے پہلے اس تحریک کے داعیٔ اوّل جناب حسن البنا علیہ الرحمہ کو دن دہاڑے برسرِ عام شہید کروایا۔ اس کے کچھ ہی مدت بعد جب مسندِ اقتدار کرنل ناصر کے ہاتھ میں آئی تو انہوں نے ۱۹۵۴ء میں اس تحریک کے ہزاروں آدمیوں کو تختۂ مشقِ ستم بنایا، متعدد بیش قیمت شخصیتوں کو پھانسی کی سزا دی جن میں التشریع الجنائی الاسلامی (اسلامی قانون فوجداری) کے فاضل مصنف شیخ عبدالقادر عودہ بھی شامل تھے۔ اب پھر اس خادمِ دین جماعت پر ظلم و ستم کا ایک نیا چکر چلا ہے جس میں سینکڑوں عورتوں اور ہزاروں مردوں کو پکڑا گیا۔ ان کو سخت اذیتیں دی گئیں۔ کئی اصحاب کو عمر قید اور طویل قید کی سزائیں دی گئیں جن میں حسن الہضیبی جیسے فاضل بزرگ اور حمیدہ قطب اور زینب الغزالی جیسی محترم خواتین بھی شامل ہیں، اور اب تین بے گناہوں کو پھانسی دے دی گئی ہے جن میں العدالۃ الاجتماعیہ فی الاسلام، اور فی ظلال القرآن جیسی بے نظیر کتابوں کے مصنف استاذ سید قطب شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مرحوم شہیدوں کی قربانیاں قبول فرمائے، ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے، اور جو مظلوم زندہ ہیں ان کی دادرسی فرمائے۔

مصر کی کڑی سنسرشپ کے پردے سے جو اندوہناک خبریں چھن چھن کر وقتاً فوقتاً اخبارات میں آتی رہی ہیں وہ حالات کی یہ تصویر ہمارے سامنے پیش کرتی ہیں کہ ظلم و استبداد کا طوفان مختلف

اوقات میں ایک ہی انداز کے ساتھ اٹھتا ہے، پھر ایک ہی رفتار کے ساتھ بڑھتا ہے اور اپنے پیچھے ایک ہی طرح کے المناک اثرات چھوڑ جاتا ہے۔ ہر بار یوں ہوتا ہے کہ دفعتاً اخبارات میں "سنسنی خیز" خبر آتی ہے کہ عزت مآب صدر ناصر اور ان کے حواریوں کی قیمتی زندگیاں خطرے میں ہیں اور حکومت وقت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ عین وقت پر یہ سازش پکڑ لی جاتی ہے، ہتھیار برآمد ہونے کی اطلاعات دی جاتی ہیں، دنیا کو سنایا جاتا ہے کہ اس خفیہ سازش کے پیش نظر کن کن لوگوں کو قتل کرنے اور کن کن عمارتوں کو ڈھانے کا منصوبہ تھا، اور بتایا جاتا ہے کہ اس کے پیچھے الاخوان المسلمون کی قوت کام کر رہی ہے۔ اس کے بعد عدالت کا ڈرامہ شروع ہوتا ہے جس میں خوب دل کھول کر انصاف کے تمام معروف و مسلّم اصولوں کی مٹی پلید کی جاتی ہے اور پھر وہاں سے چند نہایت قیمتی جانوں کو تختۂ دار پر لٹکانے کا حکم صادر ہوتا ہے، ایک اچھی خاصی تعداد کو عمر قید اور طویل قید کی سزا کے احکام ملتے ہیں اور مجبور و مقہور اخوانیوں کی عظیم اکثریت جیلوں میں ٹھونس دی جاتی ہے۔ پھر قید کی حالت میں اُن کے ساتھ جو انسانیت سوز سلوک ہوتا ہے اُس کے تصور سے انسان کی رُوح کانپ اٹھتی ہے۔

ان بیچاروں کے معاملے میں عدل و انصاف کے تقاضوں کو کس طرح پورا کیا جاتا ہے اس کے متعلق ہم اپنی طرف سے کچھ کہنے کے بجائے ایمنسٹی انٹرنیشنل کے بیان کا لفظ بلفظ ترجمہ یہاں نقل کرتے ہیں۔ یہ غیر جانبدار اور بے لاگ انصاف پسندوں کا ایک بین الاقوامی ادارہ ہے جس نے دنیا کے مختلف ملکوں میں ہونے والی بے انصافیوں کو روکنے کے لیے بارہا جد و جہد کی ہے، اور جس کی غیر جانبداری پر آج تک کوئی حرف نہیں رکھ سکا ہے۔ اس ادارے کا بیان حسبِ ذیل ہے:

"۲۴ مارچ ۱۹۶۴ء کو ایک قانون شائع کیا گیا جس کی رُو سے متحدہ عرب جمہوریہ کی حکومت نے صدر کو یہ اختیار دیا کہ جن اشخاص پر سیاسی جرائم کا الزام لگایا گیا ہو انہیں وہ مقدمہ چلائے بغیر قید میں رکھ سکتے ہیں۔

نیز یہ کہ ایسے سیاسی ملزموں پر مقدمہ چلانے کے
لیے ایک خاص ٹریبونل قائم کیا جائے گا جس کے ارکان خاص اسی کام کے لیے صدر کی طرف سے نامزد کیے جائیں گے عملاً اس ٹریبونل نے ایک فوجی عدالت کی شکل اختیار کر لی ہے اور اس پر صرف یہ پابندی عائد کر دی گئی ہے کہ اس کے فیصلوں کے نفاذ کے لیے صدر کی توثیق ضروری ہوگی۔

جنوری میں اس ٹریبونل کی کارروائیوں کے دوران ایک مقدمہ میں، اور پھر فروری میں دو مزید مقدمات میں ملزموں نے یہ شکایت کی کہ ان سے اقرارِ جرم کرانے کے لیے ان کو سخت عذاب دیا گیا ہے" تازہ کارروائی کے دوران یہی شکایت سید قطب نے بھی کی جو سب سے بڑے ملزم ہیں ٹریبونل کے صدر نے فوراً ان کو خاموش کرا دیا اور اس شکایت کے حق میں کوئی شہادت سننے سے بھی یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ سب گواہ جھوٹے ہیں۔

دا ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اپنے ایک اور تحریری بیان میں کہا ہے کہ ہمارے علم کی حد تک متعدد ملزم ایسی حالت میں پیش ہوئے کہ وہ جسمانی یا ذہنی حیثیت سے مقدمہ کی کارروائی میں حصہ لینے کے قابل نہ تھے،

سید قطب اور اخوان المسلمون کے دوسرے افراد کو اپنی مدافعت کے لیے اپنے حسبِ منشا وکلاء کی خدمات حاصل کرنے کا موقع حاصل نہ تھا۔ فروری میں دو سوڈانی وکلاء چند ملزموں کی پیروی کے لیے ہوائی جہاز پر قاہرہ پہنچے۔ نومبر ۱۹۶۵ء میں عرب وکلاء کی کانگریس یہ ریزولیوشن پاس کر چکی تھی، مصری بار ایسوسی ایشن اس کی تائید کر چکی تھی، اور خود مصری قانون میں اس کو تسلیم کر لیا گیا تھا کہ قاہرہ کی عدالتوں میں سوڈانی وکلاء پیش ہونے کا حق رکھتے ہیں۔ اس کے باوجود ان سوڈانی وکیلوں کو کوئی وجہ بتائے بغیر قاہرہ سے نکال دیا گیا اور انہیں اپنے موکلوں سے ملنے تک نہ دیا گیا۔

جس وقت پہلی مرتبہ تعذیب کی شکایت ٹریبونل کے سامنے پیش کی گئی اس کے بعد

فوراً ہی پریس اور پبلک کو عدالتی کارروائی سننے سے روک دیا گیا اور پھر سرکاری کنٹرول کے تحت ایک چھلنی سے چھَن چھَن کر ہی ٹریبونل کی کارروائی کی خبریں باہر آتی رہیں۔ مسٹر آرچر (امینسٹی انٹرنیشنل کے نمائندے) بھی مقدمہ کی کارروائی نہ سُن سکے۔ البتہ ہمیں اس مہربانی کا اعتراف کرنا چاہیے کہ مسٹر آرچر کی درخواست پر جس زمانے میں غور کیا جا رہا تھا اس زمانے میں ان کو قاہرہ میں ٹھیرنے کی اجازت دے دی گئی۔

ملزموں کے قصوروار یا بے قصور ہونے کے بارے میں کوئی اظہار رائے کیے بغیر ایمنسٹی انٹرنیشنل گہرے افسوس کے ساتھ یہ رائے رکھتی ہے کہ ان مقدمات کی کارروائی جس طرح ہوئی ہے وہ تعذیب کی شکایات کو تقویت ہی پہنچا سکتی ہے اور مصری انصاف کے متعلق جانبداری کا شبہ پیدا کرتی ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل مصری حکومت سے اپیل کرتی ہے کہ وہ ملزموں کے بنیادی انسانی حقوق کا احترام کرے اور منصفانہ طریقے سے مقدمہ چلا کر اپنی بین الاقوامی شہرت میں اضافہ کرے۔"

یہ ہے اُس انصاف کی حقیقت جس کے مطابق الاخوان المسلمون کے ارکان کو مجرم گردان کر انہیں شدید ترین سزائیں دی گئی ہیں۔